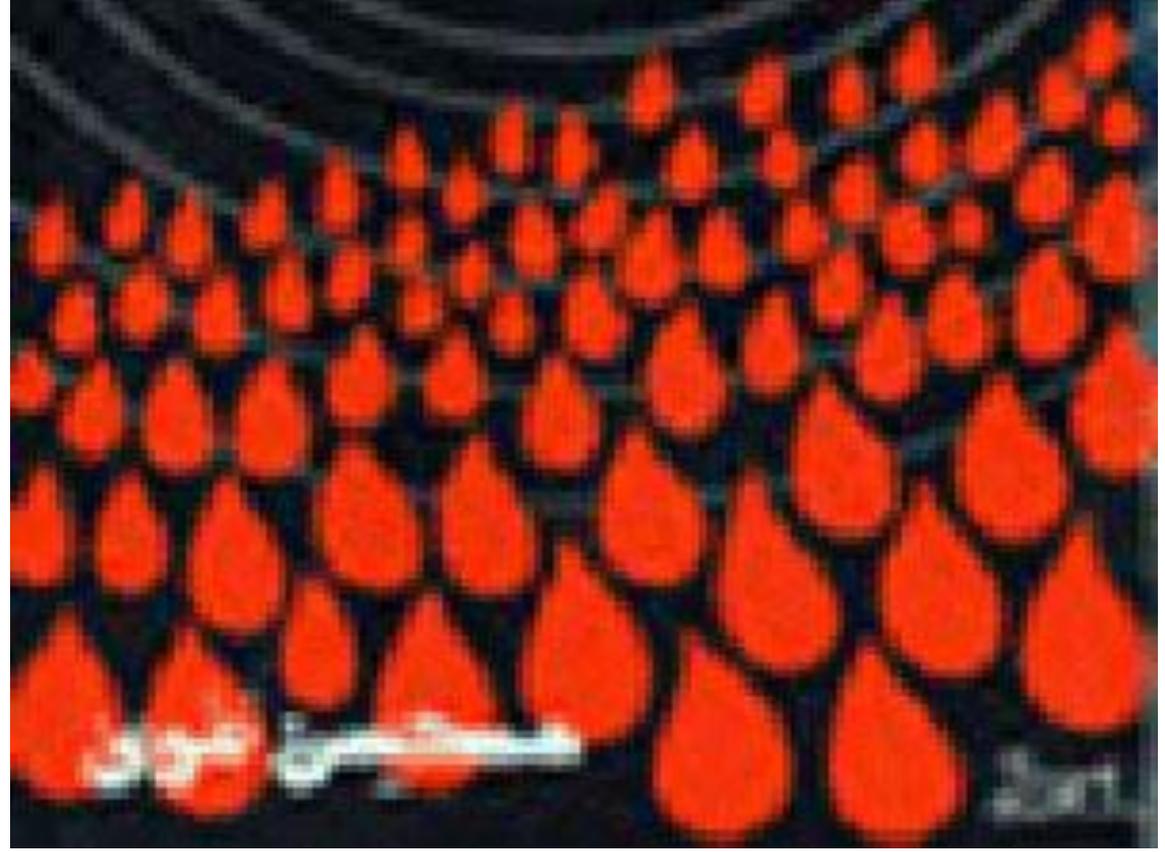


# موج امارات



یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

موجِ ادراک  
ماخوذ از برگ صحرا

مصنف:

محسن نقوی

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار !  
اے کارسازِ دہر و خداوندِ بحر و بر

ادراک و آگہی کے لیے منزلِ مراد  
بہرِ مسافرانِ جنوں ، حاصلِ سفر !

یہ برگ و بار و شاخ و شجر ، تیری آیتیں  
تیری نشانیاں ہیں یہ گلزار و دشت و در

یہ چاندنی ہے تیرے تبسم کا آئینہ  
پرتو ترے جلال کا بے سایہ دوپہر !

موجیں سمندروں کی ، تری رگزر کے موڑ  
صحرا کے پیچ و خم ، ترا شیرازہ ہمنر !

اُجڑے دلوں میں تیری خموشی کے زاویے  
تابندہ تیرے حرف ، سرِ لوحِ چشم تر

\*\*\*

موجِ صبا ، خرامِ ترے لطفِ عام کا

موجِ صبا ، خرامِ ترے لطفِ عام کا  
تیرے کرم کا نام ، دُعا در دُعا ، اثر

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار !  
پنہاں ہے کائنات کے ذوقِ نمو میں تُو

تیرے وجود کی ہے گواہی چمنِ چمن !  
ظاہر کہاں کہاں نہ ہوا ، رنگ و بو میں تُو

مری صدا میں ہیں تری چاہت کے دائرے  
آباد ہے سدا مرے سوزِ گلو میں تُو

اکثر یہ سوچتا ہوں کہ موجِ نفس کے ساتھ  
شہِ رگ میں گونجتا ہے لہو ، یا لہو میں تُو ؟

\*\*\*

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار !  
مجھ کو بھی گرہِ شام و سحر کھولنا سکھا !

پلکوں پہ میں بھی چاند ستارے سجا سکوں  
میزانِ خس میں مجھ کو گہر تولنا سکھا

اب زہرِ ذائقے ہیں زبانِ حروف کے  
ان ذائقوں میں "خاکِ شفا" گھولنا سکھا

دل بتلا ہے کب سے عذابِ سکوت میں  
تو ربِ نطق و لب ہے ، مجھے "بولنا" سکھا

\*\*\*

عاشور کا ڈھل جانا ، صُغرا کا وہ مر جانا

عاشور کا ڈھل جانا ، صُغرا کا وہ مر جانا  
اکبر ترے سینے میں ، برچھی کا اُتر جانا

اے خونِ علی اصغر میدانِ قیامت میں  
شبیر کے چہرے پر کچھ اور نکھر جانا

سجاد یہ کہتے تھے ، معصوم سکینہ سے  
عباس کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا

ننھے سے مجاہد کو ماں نے یہ نصیحت کی  
تیروں کے مقابل بھی ، بے خوف و خطر جانا

محسن کو زلّانے گا ، تا حشر لہو اکثر  
زہرا تیری کلیوں کا صحرا میں بکھر جانا

\*\*\*

یہ دشت یہ دریا یہ مہکتے ہوئے گلزار

یہ دشت یہ دریا یہ مہکتے ہوئے گلزار  
اس عالمِ امکاں میں ابھی کچھ بھی نہیں تھا

اک "جلوہ" تھا ، سو گم تھا حجاباتِ عدم میں  
اک "عکس" تھا ، سو منظرِ چشمِ یقین تھا

\*\*\*

یہ موسمِ خوشبو یہ گہرِ تابِ شبنم

یہ موسمِ خوشبو یہ گہرِ تابِ شبنم  
یہ رونقِ ہنگامہ کونین کہاں تھی؟

گلنار گھٹاؤں سے یہ پچھنتی ہوئی چھاؤں  
یہ دھوپ ، دھنک ، دولتِ دارین کہاں تھی؟

\*\*\*

یہ نکبتِ احساس کی مقروض ہوائیں

یہ نکبتِ احساس کی مقروض ہوائیں  
دلداری الہام سے مہکے ہوئے لمحات

دوشیزہ انفاس کی تسبیح کے تیور  
کس کنجِ تصوّر میں تھے مصروفِ مناجات

\*\*\*

"شیرازہ آئینِ قدم" کے سبھی اعراب

"شیرازہ آئینِ قدم" کے سبھی اعراب  
بے ربطی اجزائے سوالات میں گم تھے

یہ رنگ یہ نیرنگ یہ اورنگ یہ سب رنگ  
اک پردہ افکار و خیالات میں گم تھے

\*\*\*

یہ پھول یہ کلیاں یہ چٹکے ہوئے غنچے

یہ پھول یہ کلیاں یہ چٹکے ہوئے غنچے  
بے آب و ہوا تشنہ آیات و مناجات

یہ برگ یہ برکھا یہ لچکتی ہوئی شاخیں  
بیگانہ آدابِ سحر ، بے لم جذبات

\*\*\*

گہسار کے جھرنوں سے پھسلتی ہوئی کرنیں

گہسار کے جھرنوں سے پھسلتی ہوئی کرنیں  
اک خوابِ مسلسل کے تحیر میں نہاں تھیں

چپ چاپ فضاؤں میں مچلتی ہوئی لہریں  
ماحول کے بے نطق تصور پہ گراں تھیں

\*\*\*

غم خانہِ ظلمت ، نہ کوئی بزمِ چراغاں

غم خانہِ ظلمت ، نہ کوئی بزمِ چراغاں  
خورشید نہ مہتاب ، نہ انجم نہ کواکب

شورش گہ "کن" تھی نہ یہ آوازِ دمام  
تفریقِ مَن و تُو ، نہ مساوات و مراتب

\*\*\*

ہنگامہ شادی ، نہ کوئی مجلسِ ماتم

ہنگامہ شادی ، نہ کوئی مجلسِ ماتم  
یلغارِ حریفاں ، نہ جلوسِ غمِ یاراں

آنکھوں میں کوئی زخم ، نہ سینے میں کوئی چاک  
انبوہِ رقیباں ، نہ رُخِ لالہ عذراں

\*\*\*

آفلاس کا احساس ، نہ پندارِ زر و سیم

آفلاس کا احساس ، نہ پندارِ زر و سیم  
بخشش کے تقاضے ، نہ یہ دریوزہ گری تھی

پتھر کا زمانہ تھا ، نہ شیشے کے مکاں تھے  
یہ عقل کا دستور ، نہ شوریدہ سَری تھی

\*\*\*

مقتول کی فریاد ، نہ آوازۂ قاتل

مقتول کی فریاد ، نہ آوازۂ قاتل  
مقتل تھے ، نہ شہ رگ میں لہو تھا ، نہ ہوس تھی

دربار ، نہ لشکر ، نہ کوئی عدل کی زنجیر  
دل تھا ، نہ کہیں تیرگی کنجِ قفس تھی

\*\*\*

رہبر تھے، نہ منزل تھی، نہ رستے، نہ مسافر

رہبر تھے، نہ منزل تھی، نہ رستے، نہ مسافر  
قندیل، نہ جگنو، نہ ستارے، نہ گہر تھے

یہ اَبیض و اَسود، نہ اَب و جد، نہ زَر و سیم  
انساں تھے، نہ حیواں، نہ حجر تھے، نہ شجر تھے

\*\*\*

ہر سمت مسلط تھے تجیر کے طلسمات

ہر سمت مسلط تھے تجیر کے طلسمات  
جیسے کسی مدفن میں ہو صدیوں کا کوئی راز

جس طرح کسی اُجڑے ہوئے شہر کے سائے  
یا موت کی ہچکی میں پگھلتی ہوئی آواز

\*\*\*

جیسے کسی گھر میں صَفِ ماتم کی خموشی

جیسے کسی گھر میں صَفِ ماتم کی خموشی  
یا دشت و بیاباں میں نزولِ شبِ آفات

جیسے کسی کہسار پہ تنہا کوئی خیمہ  
یا شامِ غریباں کے تصرف میں سموات

\*\*\*

ہولے سے سرکنے لگے ہستی کے حجابات

ہولے سے سرکنے لگے ہستی کے حجابات  
دھیرے سے ڈھلکنے لگا تخلیق کا آنچل

چھن چھن کے بکھرنے لگا "شیرازہ گن-گن"  
رم جھم سے برسنے لگے احساس کے بادل

\*\*\*

پلکیں سی جھکنے لگی دوشیزہ کونین

پلکیں سی جھکنے لگی دوشیزہ کونین  
ہلچل سی ہوئی پیکرِ عالم کی رگوں میں

آفاق کے سینے میں دھڑکنے لگیں کرنیں  
"شیرازہ کن" ڈھل بھی گیا تھا "فنگوں" میں

\*\*\*

ہر سمت بکھرنے لگیں وجدان کی کرنیں

ہر سمت بکھرنے لگیں وجدان کی کرنیں  
کرنوں سے کھلے رنگ تو رنگوں سے گلستاں

بیدار ہوئی خواب سے خوشبوئے رگِ گل  
خوشبو سے مہکنے لگا دامنِ بیاباں

\*\*\*

دامانِ بیاباں میں نہاں سینہ برفاب

دامانِ بیاباں میں نہاں سینہ برفاب  
برفاب کے سینے میں تلاطم بھی شرر بھی

اعجازِ لبِ گن سے ہوئے خَلق بیک وقت  
صحرا بھی، سمندر بھی، کہستاں بھی، شجر بھی

\*\*\*

پھر حدتِ تخلیق کی شدت سے پگھل کر

پھر حدتِ تخلیق کی شدت سے پگھل کر  
جاگے کئی طوفان، تہ سینہ برفاب

ہر موج تھی پروردہٗ آغوشِ تلاطم  
ہر قطرہ کا دل، صورتِ بے خوابی سیماب

\*\*\*

شانوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ کفِ سیلاب

شانوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ کفِ سیلاب  
بے سمت بھٹکنے لگیں منہ زور ہوائیں

منہ زور ہواؤں کے تھپیڑوں کی دھمک سے  
دل بن کے دھڑکنے لگیں بے رنگِ فضائیں

\*\*\*

بے رنگِ فضاؤں کے تحیر کی گسک میں

بے رنگِ فضاؤں کے تحیر کی گسک میں  
پنہاں تھے شب و روز سے آلود زمانے

بے آنت زمانوں کے افق تھے نہ حدیں تھیں  
آخر دیا ترتیب انہیں دستِ قضا نے

\*\*\*

پھر چشمِ تحیر نے یہ سوچا کہ فضا میں

پھر چشمِ تحیر نے یہ سوچا کہ فضا میں  
شادابی گلزارِ طرب کس کے لیے ہے؟

یہ کون ہوا باعثِ تخلیقِ دو عالم؟  
یہ ارض و سما کیوں ہیں، یہ سب کس کے لیے ہے؟

\*\*\*

ترتینِ مہ و انجمِ افلاک کا باعث

ترتینِ مہ و انجمِ افلاک کا باعث  
ہے کون؟ جو خلوت کے جبابوں میں چھپا ہے؟

تخلیقِ رگ و ریشہ کونین کا مقصد  
ہے کیا؟ جو سرِ لوحِ شب روز لکھا ہے؟

\*\*\*

ہے کس کے لیے عَشْوہ بلقیسِ تصوّر

ہے کس کے لیے عَشْوہ بلقیسِ تصوّر  
یہ غمّہ رخسارِ جہاں کس کے لیے ہے؟

آرائشِ خال و خدِ ہستی کا سبب کون؟  
یہ انجمنِ کون و مکاں کس کے لیے ہے؟

\*\*\*

پھر ریشمِ انوار کا ملبوس پہن کر

پھر ریشمِ انوار کا ملبوس پہن کر  
ظاہر ہوا اک پیکرِ صد رنگ بصد ناز

نکھرے کئی بکھرے ہوئے رنگوں کے مناظر  
فطرت کی تجلّی ہوئی آمادۂ اعجاز

\*\*\*

وہ پیکرِ تقدیس ، وہ سرمایہ تخلیق

وہ پیکرِ تقدیس ، وہ سرمایہ تخلیق  
وہ قبلہ جاں ، مقصدِ تخلیقِ دو عالم

وجدان کا معیار ، مہ و مہر کا محور  
وہ قافلہ سالارِ مزاجِ بنی آدم

\*\*\*

وہ منزلِ اربابِ نظر ، فکر کی تجسیم

وہ منزلِ اربابِ نظر ، فکر کی تجسیم  
وہ کعبہ تقدیرِ دو عالم ، رخِ احساس

وہ بزمِ شب و روز کا سلطانِ معظم  
وہ رونقِ رخسارِ فیروزہ و الماس

\*\*\*

وہ شعلگیِ شمعِ حرم ، تابشِ خورشید

وہ شعلگیِ شمعِ حرم ، تابشِ خورشید  
وہ آئینہِ حسنِ رُخِ ارض و سماوات

وہ جس سے رواں موجِ تبسم کی سبیلیں  
وہ جس کے تکلم کی دھنک چشمہ آیات

\*\*\*

وہ جس کا ثنا خواں دلِ فطرت کا تکلم

وہ جس کا ثنا خواں دلِ فطرت کا تکلم  
ہستی کے مناظر، خمِ ابرو کے اشارے

آفاق ہیں دامن کی صباحت پہ تصدق  
قدموں کے نشاں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ستارے

\*\*\*

اُس رحمتِ عالم کا قصیدہ کہوں کیسے؟

اُس رحمتِ عالم کا قصیدہ کہوں کیسے؟  
جو مہرِ عنایات بھی ہو، ابرِ کرم بھی

کیا اُس کے لیے نذر کروں، جس کی ثنا میں  
سجدے میں الفاظ بھی، سطریں بھی، قلم بھی

\*\*\*

چہرہ ہے کہ انوارِ دو عالم کا صحیفہ

چہرہ ہے کہ انوارِ دو عالم کا صحیفہ  
آنکھیں ہیں کہ بحرینِ تقدس کے نگین ہیں

ماتھا ہے کہ وحدت کی تجلی کا ورق ہے  
عارض ہیں کہ "والفجر" کی آیات کے آئین ہیں

\*\*\*

گیسو ہیں کہ "واللیل" کے بکھرے ہوئے سائے

گیسو ہیں کہ "واللیل" کے بکھرے ہوئے سائے  
ابرو ہیں کہ قوسینِ شبِ قدر کھلے ہیں

گردن ہے کہ بر فرقِ زینِ اوجِ ثریا  
لب صورتِ یاقوتِ شاعوں میں دھلے ہیں

\*\*\*

قد ہے کہ نبوت کے خدوخال کا معیار

قد ہے کہ نبوت کے خدوخال کا معیار  
بازو ہیں کہ توحید کی عظمت کے علم ہیں

سینہ ہے کہ رمزِ دل ہستی کا خزینہ  
پلکیں ہیں کہ الفاظِ رُخِ لوح و قلم ہیں

\*\*\*

باتیں ہیں کہ طُوبیٰ کی چٹکتی ہوتی کلیاں

باتیں ہیں کہ طُوبیٰ کی چٹکتی ہوتی کلیاں  
لہجہ ہے کہ یزداں کی زباں بول رہی ہے

خطبے ہیں کہ ساون کے اُمنڈتے ہوئے دریا  
قرأت ہے کہ اسرارِ جہاں کھول رہی ہے

\*\*\*

یہ دانت ، یہ شیرازہ شبِ بنم کے تراشے

یہ دانت ، یہ شیرازہ شبِ بنم کے تراشے  
یا قوت کی وادی میں دکتے ہوئے ہیرے

شرمندہ تاب لب و دندانِ پیمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
صرفی بہ ثنا خوانی و خامہ بہ صریرے

\*\*\*

یہ موجِ تبسم ہے کہ رنگوں کی دھنک ہے

یہ موجِ تبسم ہے کہ رنگوں کی دھنک ہے  
یہ عکسِ متانت ہے کہ ٹھہرا ہوا موسم

یہ شکر کے سجدے ہیں کہ آیات کی تنزیل  
یہ آنکھ میں آنسو ہیں کہ الہام کی رمِ جھم

\*\*\*

یہ ہاتھ یہ کونین کی تقدیر کے اوراق

یہ ہاتھ یہ کونین کی تقدیر کے اوراق  
یہ خط ، یہ خد و خالِ رُخِ مصحف و انجیل

یہ پاؤں یہ مہتاب کی کرنوں کے معابد  
یہ نقشِ قدم ، بوسہ گہِ رَفِ و جبریل

\*\*\*

یہ رفعتِ دستار ہے یا اوجِ تخیل

یہ رفعتِ دستار ہے یا اوجِ تخیل  
یہ بندِ قبا ہے کہ شگفتِ گلِ ناہید

یہ سایہِ داماں ہے کہ پھیلا ہوا بادل  
یہ صبحِ گریباں ہے کہ خمیازہٗ خورشید

\*\*\*

یہ دوش پہ چادر ہے کہ بخشش کی گھٹا ہے

یہ دوش پہ چادر ہے کہ بخشش کی گھٹا ہے  
یہ مہر نبوت ہے کہ نقشِ دلِ مہتاب

رُخسار کی صُو ہے کہ نمو صبحِ ازل کی  
آنکھوں کی ملاحظت ہے کہ روئے شبِ کم خواب

\*\*\*

ہر نقشِ بدن اتنا مناسب ہے کہ جیسے

ہر نقشِ بدن اتنا مناسب ہے کہ جیسے  
تزیینِ شب و روز کہ تمثیلِ مہ و سال

ملبوسِ گہن یوں شکنِ آلود ہے جیسے  
ترتیب سے پہلے رخِ ہستی کے خد و خال

\*\*\*

رفتار میں افلاک کی گردش کا تصور

رفتار میں افلاک کی گردش کا تصور  
کردار میں شامل بنی ہاشم کی آنا ہے

گفتار میں قرآن کی صداقت کا تیقُن  
معیار میں گردوں کی بلندی کفِ پا ہے

\*\*\*

وہ فکر کہ خود عقلِ بشر سرِ بگریباں

وہ فکر کہ خود عقلِ بشر سرِ بگریباں  
وہ فقر کے ٹھوکر میں ہے دنیا کی بلندی

وہ شکر کے خالق بھی ترے شکر کا ممنون  
وہ حُسن کہ یوسف (ع) بھی کرے آئینہ بندی

\*\*\*

وہ علم کہ قرآن تری عترت کا قصیدہ

وہ علم کہ قرآن تری عترت کا قصیدہ  
وہ حلم کہ دشمن کو بھی اُمیدِ کرم ہے

وہ صبر کہ شہیر تری شاخِ ثمر دار  
وہ ضبط کہ جس ضبط میں عرفانِ اُمم ہے

\*\*\*

"اورنگِ سلیمان" تری نعلین کا خاکہ

"اورنگِ سلیمان" تری نعلین کا خاکہ  
"اعجازِ مسیحا" تری بکھری ہوئی خوشبو

"حُسنِ یدِ بیضا" تری دلہیز کی خیرات  
کونین کی سچ دھج تری آرائش گیسو

\*\*\*

سَرچشمہ کوثر ترے سینے کا پسینہ

سَرچشمہ کوثر ترے سینے کا پسینہ  
سایہ تری دیوار کا معیارِ اِرم ہے

ذرے تری گلیوں کے مہ و انجمِ افلاک  
"سُورج" ترے رہوار کا اک نقشِ قدم ہے

\*\*\*

دنیا کے سلاطین ترے جاڑوب کشوں میں

دنیا کے سلاطین ترے جاڑوب کشوں میں  
عالم کے سکندر تری چوکھٹ کے بھکاری

گردوں کی بلندی ، تری پاپوش کی پستی  
جبریل کے شہپر ترے بچوں کی سواری

\*\*\*

دھرتی کے ذوی العدل ، ترے حاشیہ بردار

دھرتی کے ذوی العدل ، ترے حاشیہ بردار  
فردوس کی حوریں ، تری بیٹی کی کنیزیں

کوثر ہو ، گلستانِ ارم ہو کہ وہ طوبیٰ  
لگتی ہیں ترے شہر کی بکھری ہوئی چیزیں

\*\*\*

ظاہر ہو تو ہر برگِ گلِ تر تری خوشبو

ظاہر ہو تو ہر برگِ گلِ تر تری خوشبو  
غائب ہو تو دنیا کو سراپا نہیں ملتا

وہ اسم کہ جس اسم کو لب چوم لیں ہر بار  
وہ جسم کہ سورج کو بھی سایہ نہیں ملتا

\*\*\*

احساس کے شعلوں میں پگھلتا ہوا سورج

احساس کے شعلوں میں پگھلتا ہوا سورج  
انفاس کی شبہم میں ٹھٹھرتی ہوئی خوشبو

الہام کی بارش میں یہ بھیگے ہوئے الفاظ  
اندازِ نگارش میں یہ حُسنِ رمِ آہو

\*\*\*

چیدر تری ہیبت ہے تو حُسنینِ ترا حُسن

چیدر تری ہیبت ہے تو حُسنینِ ترا حُسن  
اصحابِ وفادار تو نائبِ ترے معصوم

سلئی تری عصمت ہے ، خدیجہ تری توقیر  
زہرا تری قسمت ہے تو زینبِ ترا مقسوم

\*\*\*

کس رنگ سے ترتیب تجھے دیجیے مولا؟

کس رنگ سے ترتیب تجھے دیجیے مولا؟  
تنویر ، کہ تصویر ، تصور ، کہ مصور؟

کس نام سے امداد طلب کیجیے تجھ سے  
لیسین ، کہ طہ ، کہ مُزئیل ، کہ مدثر؟

\*\*\*

پیدا تری خاطر ہوئے اطرافِ دو عالم

پیدا تری خاطر ہوئے اطرافِ دو عالم  
کونین کی وسعت کا فسوں تیرے لیے ہے

ہر بحر کی موجوں میں تلاطم تری خاطر  
ہر جھیل کے سینے میں سکوں تیرے لیے ہے

\*\*\*

ہر پھول کی خوشبو ترے دامن سے ہے منسوب

ہر پھول کی خوشبو ترے دامن سے ہے منسوب  
ہر خار میں چاہت کی کھٹک تیرے لیے ہے

ہر دشت و بیاباں کی خموشی میں ترا راز  
ہر شاخ میں زلفوں سی لٹک تیرے لیے ہے

\*\*\*

دن تیری صباحت ہے ، تو شب تیری علامت

دن تیری صباحت ہے ، تو شب تیری علامت  
گل تیرا تبسم ہے ، ستارے ترے آنسو

آغازِ بہاراں تری انگڑائی کی تصویر  
دلدارِ باراں ترے بھیکے ہوئے گیسو

\*\*\*

کہسار کے جھرنے ترے ماتھے کی شعاعیں

کہسار کے جھرنے ترے ماتھے کی شعاعیں  
یہ قوسِ قزح ، عارضِ رنگیں کی شکن ہے

یہ "کابکشاں" دھول ہے نقشِ کفِ پا کی  
ثقلین ترا صدقہٴ انوارِ بدن ہے

\*\*\*

ہر شہر کی رونق ترے رستے کی جمی دھول

ہر شہر کی رونق ترے رستے کی جمی دھول  
ہر بن کی اداسی تری آہٹ کی تھکن ہے

جنگل کی فضا تیری متانت کی علامت  
بستی کی پھبن تیرے بَسْم کی کرن ہے

\*\*\*

میدیاں ترے بُو ذر کی حکومت کے مضافات

میدیاں ترے بُو ذر کی حکومت کے مضافات  
کہسار ترے قبر و سلماں کے بسیرے

صحرا ترے جشی کی محبت کے مُصلے  
گلزار ترے یشم و مقداد کے ڈیرے

\*\*\*

کیا ذہن میں آئے کہ تو اُترا تھا کہاں سے؟

کیا ذہن میں آئے کہ تو اُترا تھا کہاں سے؟  
کیا کوئی بتائے تری سرحد ہے کہاں تک؟

پہنچی ہے جہاں پر تری نعلین کی مسٹی  
خاکسترِ جبریل بھی پہنچے نہ وہاں تک

\*\*\*

سوچیں تو خدائی تری مرہونِ تصوّر

سوچیں تو خدائی تری مرہونِ تصوّر  
دیکھیں تو خدائی سے ہر اندازِ جدا ہے

یہ کام بشر کا ہے نہ جبریل کے بس میں  
تو خود ہی بتا اے میرے مولا کہ تو کیا ہے؟

\*\*\*

کہنے کو تو ملبوسِ بشر اوٹھ کے آیا

کہنے کو تو ملبوسِ بشر اوٹھ کے آیا  
لیکن ترے احکامِ فلک پر بھی چلے ہیں

انگلی کا اشارہ تھا کہ تقدیر کی ضربت  
مہتاب کے ٹکڑے تری جھولی میں گرے ہیں

\*\*\*

کہنے کو تو بستر بھی میسر نہ تھا تجھ کو

کہنے کو تو بستر بھی میسر نہ تھا تجھ کو  
لیکن تری دہلیز پہ اترے ہیں ستارے

انبوہ ملائک نے ہمیشہ تری خاطر  
پلکوں سے ترے شہر کے رستے بھی سنوارے

\*\*\*

کہنے کو تو امی تھا لقب دہر میں تیرا

کہنے کو تو امی تھا لقب دہر میں تیرا  
لیکن تو معارف کا گلستاں نظر آیا

ایک تو ہی نہیں صاحبِ آیاتِ سماوات  
ہر فرد ترا وارثِ قرآن نظر آیا

\*\*\*

کہنے کو تو فاقوں پہ بھی گزریں تری راتیں

کہنے کو تو فاقوں پہ بھی گزریں تری راتیں  
اسلام مگر اب بھی نمک خوار ہے تیرا

ٹونے ہی سکھائی ہے تمیزِ من و یزداں  
انسان کی گردن پہ سدا بار ہے تیرا

\*\*\*

کہنے کو ترے سر پہ ہے دستارِ یتیمی

کہنے کو ترے سر پہ ہے دستارِ یتیمی  
لیکن تو زمانے کے یتیموں کا سہارا

کہنے کو ترا فقر ترے فخر کا باعث  
لیکن تو سخاوت کے سمندر کا کنارہ

\*\*\*

کہنے کو تو ہجرت بھی گوارا تجھے لیکن

کہنے کو تو ہجرت بھی گوارا تجھے لیکن  
عالم کا دھڑکتا ہوا دل تیرا مکاں ہے

کہنے کو تو مسکن تھا ترا دشت میں لیکن  
ہر ذرہ تری بخشش پیہم کا نشاں ہے

\*\*\*

کہنے کو تو ایک "غارِ حرا" میں تیری مسند

کہنے کو تو ایک "غارِ حرا" میں تیری مسند  
لیکن یہ فلک بھی تری نظروں میں "کفِ خاک"

کہنے کو تو "خاموش" مگر جُنُبِ لب سے  
دامانِ عرب گرد ، گریبانِ عجم چاک

\*\*\*

اے فکرِ مکمل ، رُخِ فطرت ، لبِ عالم

اے فکرِ مکمل ، رُخِ فطرت ، لبِ عالم  
اے ہادی کُل ، ختمِ رُسل ، رحمتِ پیہم

اے واقفِ معراجِ بشر ، وارثِ کونین  
اے مقصدِ تخلیقِ زماں ، حُسنِ مُجتم

\*\*\*

نسلِ بنی آدم کے حسینِ قافلہ سالار

نسلِ بنی آدم کے حسینِ قافلہ سالار  
انبوہِ ملائک کے لیے ظلِ الہی

پیغمبرِ فردوسِ بریں ، ساقیِ کوثر  
اے منزلِ ادراک ، دل و دیدہ پناہی

\*\*\*

اے باعثِ آئینِ شب و روزِ خلاق

اے باعثِ آئینِ شب و روزِ خلاق  
اے حلقہٴ ارواحِ مقدس کے پیمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اے تاجورِ بزمِ شریعت ، مرے آقا !  
اے عارفِ معراجِ بشر ، صاحبِ منبر !

\*\*\*

اے سید و سرخیل و سرافراز و سخن ساز

اے سید و سرخیل و سرافراز و سخن ساز  
اے صادق و سجاد و سخی ، صاحبِ اسرار

اے فکرِ جہاں زیب و جہاں گیر و جہاں تاب  
اے فقرِ جہاں سوز و جہاں ساز و جہاں دار

\*\*\*

اے صابر و صنّاع و صمیم و صفِ اوصاف

اے صابر و صنّاع و صمیم و صفِ اوصاف  
اے سرورِ کونین و سمیعِ یَمِ اصوات

میزانِ اَنَا ، مکتبِ پندارِ تیقُن  
اعزازِ خودِ مصدرِ صدِ رُشد و ہدایت

\*\*\*

اے شاکر و مشکور و شکیلِ شبِ عالم

اے شاکر و مشکور و شکیلِ شبِ عالم  
اے ناصر و منصور و نصیرِ دلِ انسان

اے شاہد و مشہود و شہیدِ رُخِ توجید  
اے ناظر و منظور و نظیرِ لبِ یزداں

\*\*\*

اے یوسف و یعقوب کی اُمید کا محور

اے یوسف و یعقوب کی اُمید کا محور  
اے بابِ مناجاتِ دلِ یونس و ادریس

اے نوح کی کشتی کے لیے ساحلِ تسکیں  
اے قبلہ حاجاتِ سلیمان شہِ بلقیس

\*\*\*

اے والی یثرب میری فریاد بھی سن لے !

اے والی یثرب میری فریاد بھی سن لے !  
اے وارثِ کونین میں لب کھول رہا ہوں

زخمی ہے زباں ، خامہٴ دل خون میں تر ہے  
شاعر ہوں مگر دیکھ ! میں سچ بول رہا ہوں

\*\*\*

ٹو نے تو مجھے اپنے معارف سے نوازا

ٹو نے تو مجھے اپنے معارف سے نوازا  
لیکن میں ابھی خود سے شناسا بھی نہیں ہوں

ٹو نے تو عطا کی تھی مجھے دولتِ عرفاں  
لیکن میں جہالت کے اندھیروں میں گھرا ہوں

\*\*\*

بخشش کا سمندر تھا تیرا لطف و کرم بھی

بخشش کا سمندر تھا تیرا لطف و کرم بھی  
لیکن میں تیرا لطف و کرم بھول چکا ہوں

بکھری ہے کچھ ایسے شبِ تیرہ کی سیاہی  
میں شعلگیِ شمعِ حرم بھول چکا ہوں

\*\*\*

تُو نے تو مجھے کفر کی پستی سے نکالا

تُو نے تو مجھے کفر کی پستی سے نکالا  
میں پھر بھی رہا قامتِ الحاد کا پابند

تُو نے تو مرے زخم کو شبِ بنم کی زباں دی  
میں پھر بھی تڑپتا ہی رہا صورتِ اسپند

\*\*\*

تُو نے تو مجھے نکتہ شیریں بھی بتایا

تُو نے تو مجھے نکتہ شیریں بھی بتایا  
میں پھر بھی رہا معتقدِ تلخِ کلامی

تُو نے تو مرا داغِ جبیں دھو بھی دیا تھا  
میں پھر بھی رہا صید و ثنا خوانِ غلامی

\*\*\*

تُو نے تو مسلط کیا افلاک پہ مجھ کو

تُو نے تو مسلط کیا افلاک پہ مجھ کو  
میں پھر بھی رہا خاک کے ذروں کا پجاری

تُو نے تو ستارے بھی نچھاور کیے مجھ پر  
میں پھر بھی رہا تیرگی شب کا شکاری

\*\*\*

تُو نے تو مجھے درس مساوات دیا تھا

تُو نے تو مجھے درس مساوات دیا تھا  
میں پھر بھی مَن و تُو کے مراحل میں رہا ہوں

تُو نے تو جدا کر کے دکھایا حق و باطل  
میں پھر بھی تمیز حق و باطل میں رہا ہوں

\*\*\*

تُو نے تو کہا تھا کہ زمیں سب کے لیے ہے

تُو نے تو کہا تھا کہ زمیں سب کے لیے ہے  
میں نے کئی خطوں میں اسے بانٹ دیا ہے

تُو نے جسے ٹھوکر کے بھی قابل نہیں سمجھا  
میں نے اسی کنکر کو گہر مان لیا ہے

\*\*\*

تُو نے تو کہا تھا کہ زمانے کا خداوند

تُو نے تو کہا تھا کہ زمانے کا خداوند  
انساں کے خیالوں میں کبھی آ نہیں سکتا

لیکن میں جہالت کے سبب صرف یہ سمجھا  
وہ کیسا خدا؟ جس کو بشر پا نہیں سکتا

\*\*\*

تُو نے تو کہا تھا کہ وہ اُونچا ہے خرد سے

تُو نے تو کہا تھا کہ وہ اُونچا ہے خرد سے  
میں نے یہی چاہا اتر آئے وہ خرد میں

تُو نے تو کہا تھا "احد" ہے وہ ازل سے  
میں نے اسے ڈھونڈا ہے سدا "حس و عدد" میں

\*\*\*

اب یہ ہے کہ دنیا ہے مری تیرہ و تاریک

اب یہ ہے کہ دنیا ہے مری تیرہ و تاریک  
سایہ غمِ دوراں کا محیطِ دل و جاں ہے

ہر لمحہ اداسی کے تصرف میں ہے احساس  
تا حدِ نظرِ خوفِ مسلسل کا دھواں ہے

\*\*\*

صحرائے غم و یاس میں پھیلی ہے کڑی دھوپ

صحرائے غم و یاس میں پھیلی ہے کڑی دھوپ  
کچھ لمسِ کفِ موجِ صبا تک نہیں ملتا

بے انت سراہوں میں کہاں جادۂ منزل ؟  
اپنا ہی نشانِ کفِ پا تک نہیں ملتا

\*\*\*

اعصاب شکستہ ہیں تو چھلنی ہیں نگاہیں

اعصاب شکستہ ہیں تو چھلنی ہیں نگاہیں  
احساسِ بہاراں ، نہ غمِ فصلِ خزاں ہے

آندھی کی ہتھیلی پہ ہے جگنو کی طرح دل  
شعلوں کے تصرف میں رگِ غنچہ جاں ہے

\*\*\*

ہر سمت ہے رنج و غم و آلام کی بارش

ہر سمت ہے رنج و غم و آلام کی بارش  
سینے میں ہر اک سانس بھی نیزے کی انی ہے

اب آنکھ کا آئینہ سنبھالوں میں کہاں تک  
جو آشک بھی بہتا ہے وہ ہیرے کی کنی ہے

\*\*\*

اجاب بھی اعداء کی طرح تیر بکف ہیں

اجاب بھی اعداء کی طرح تیر بکف ہیں  
اب موت بھٹکتی ہے صفِ چارہ گراں میں

سنان ہے مقتل کی طرح شہرِ تصور  
سہمی ہوئی رہتی ہے فغاں خیمہ جاں میں

\*\*\*

## فہرست

- ۳ ..... اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار.....
- ۵ ..... موجِ صبا ، خرامِ ترے لطفِ عام کا.....
- ۶ ..... اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار.....
- ۷ ..... عاشور کا ڈھل جانا ، صغرا کا وہ مرجانا.....
- ۸ ..... یہ دشت یہ دریا یہ مہکتے ہوئے گلزار.....
- ۸ ..... یہ موسمِ خوشبو یہ گہرِ تابِ شبنم.....
- ۹ ..... یہ نکبتِ احساس کی مقروض ہوائیں.....
- ۹ ..... "شیرازہ آئینِ قدم" کے سبھی اعراب.....
- ۱۰ ..... یہ پھول یہ کلیاں یہ چٹکے ہوئے غنچے.....
- ۱۰ ..... گہسار کے جھرنوں سے پھسلتی ہوئی کرنیں.....
- ۱۱ ..... غم خانہِ ظلمت ، نہ کوئی بزمِ چراغاں.....
- ۱۱ ..... ہنگامہِ شادی ، نہ کوئی مجلسِ ماتم.....
- ۱۲ ..... آفلاس کا احساس ، نہ پندارِ زر و سیم.....
- ۱۲ ..... مقتول کی فریاد ، نہ آوازہِ قاتل.....
- ۱۳ ..... رہبر تھے ، نہ منزل تھی ، نہ رستے ، نہ مسافر.....
- ۱۳ ..... ہر سمت مسلط تھے تحیر کے طلسمات.....
- ۱۳ ..... جیسے کسی گھر میں صفِ ماتم کی خموشی.....
- ۱۳ ..... ہولے سے سرکنے لگے ہستی کے حجابات.....

- ۱۵ ..... پلکیں سی جھپکنے لگی دوشیزہ کونین.....
- ۱۵ ..... ہر سمت بکھرنے لگیں وجدان کی کرنیں.....
- ۱۶ ..... دامانِ بیاباں میں نہاں سینہ برفاب.....
- ۱۶ ..... پھر حدتِ تخلیق کی شدت سے پگھل کر.....
- ۱۷ ..... شانوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ کفِ سیلاب.....
- ۱۷ ..... بے رنگ فضاؤں کے تحیر کی گسک میں.....
- ۱۸ ..... پھر چشمِ تحیر نے یہ سوچا کہ فضا میں.....
- ۱۸ ..... تزئینِ مہ و انجمِ افلاک کا باعث.....
- ۱۹ ..... ہے کس کے لیے عشوہ بلقیس تصور.....
- ۱۹ ..... پھر ریشمِ انوار کا ملبوس پہن کر.....
- ۲۰ ..... وہ پیکرِ تقدیس ، وہ سرمایہ تخلیق.....
- ۲۰ ..... وہ منزلِ اربابِ نظر ، فکر کی تجسیم.....
- ۲۱ ..... وہ شعلگیِ شمعِ حرم ، تابشِ خورشید.....
- ۲۲ ..... وہ جس کا ثنا خواں دلِ فطرت کا تکلم.....
- ۲۲ ..... اُس رحمتِ عالم کا قصیدہ کہوں کیسے ؟.....
- ۲۳ ..... چہرہ ہے کہ انوارِ دو عالم کا صحیفہ.....
- ۲۳ ..... گیسو ہیں کہ "وَاللَّيْل" کے بکھرے ہوئے سائے.....
- ۲۳ ..... قد ہے کہ نبوت کے خدوخال کا معیار.....
- ۲۳ ..... باتیں ہیں کہ طوبیٰ کی چٹکتی ہوئی کلیاں.....
- ۲۵ ..... یہ دانت ، یہ شیرازہ شبنم کے تراشے.....

- ۲۵ ..... یہ موجِ تبسم ہے کہ رنگوں کی دھنک ہے
- ۲۶ ..... یہ ہاتھ یہ کونین کی تقدیر کے اوراق
- ۲۶ ..... یہ رفعتِ دستار ہے یا اوجِ تخیل
- ۲۷ ..... یہ دوش پہ چادر ہے کہ بخشش کی گھٹا ہے
- ۲۷ ..... ہر نقشِ بدن اتنا مناسب ہے کہ جیسے
- ۲۸ ..... رفتار میں افلاک کی گردش کا تصور
- ۲۸ ..... وہ فکر کہ خود عقلِ بشر سرِ بگریباں
- ۲۹ ..... وہ علم کہ قرآن تری عترت کا قصیدہ
- ۲۹ ..... "اورنگِ سلیمان" تری نعلین کا خاکہ
- ۳۰ ..... سرچشمہ کوثر ترے سینے کا پسینہ
- ۳۰ ..... دنیا کے سلاطین ترے جاڑوب کشوں میں
- ۳۱ ..... دھرتی کے ذوی العدل ، ترے حاشیہ بردار
- ۳۱ ..... ظاہر ہو تو ہر برگِ گلِ تر تری خوشبو
- ۳۲ ..... احساس کے شعلوں میں پگھلتا ہوا سورج
- ۳۲ ..... حیدر تری ہیبت ہے تو حسنین ترا حسن
- ۳۳ ..... کس رنگ سے ترتیب تجھے دیجیے مولا؟
- ۳۳ ..... پیدا تری خاطر ہوئے اطرافِ دو عالم
- ۳۳ ..... ہر پھول کی خوشبو ترے دامن سے ہے منسوب
- ۳۳ ..... دن تیری صباحت ہے ، تو شب تیری علامت
- ۳۵ ..... کہسار کے جھرنے ترے ماتھے کی شعاعیں

- ۳۵ ..... ہر شہر کی رونق ترے رستے کی جھی دھول
- ۳۶ ..... میدان ترے بُو ذر کی حکومت کے مضافات
- ۳۶ ..... کیا ذہن میں آئے کہ تو اُترا تھا کہاں سے؟
- ۳۷ ..... سوچیں تو خدائی تری مرہونِ تصوّر
- ۳۷ ..... کہنے کو تو ملبوسِ بشر اوڑھ کے آیا
- ۳۸ ..... کہنے کو تو بستر بھی میسر نہ تھا تجھ کو
- ۳۸ ..... کہنے کو تو امی تھا لقبِ دہر میں تیرا
- ۳۹ ..... کہنے کو تو فاقوں پہ بھی گزریں تری راتیں
- ۳۹ ..... کہنے کو ترے سر پہ ہے دستارِ یتیمی
- ۴۰ ..... کہنے کو تو ہجرت بھی گوارا تجھے لیکن
- ۴۰ ..... کہنے کو تو ایک "غارِ حرا" میں تیری مَسند
- ۴۱ ..... اے فکرِ مکمل ، رُخِ فطرت ، لبِ عالم
- ۴۱ ..... نسلِ بنی آدم کے حسینِ قافلہ سالار
- ۴۲ ..... اے باعثِ آئینِ شب و روزِ خلاق
- ۴۲ ..... اے سید و سرخیل و سرافراز و سخن ساز
- ۴۳ ..... اے صابر و صنّاع و صمیم و صفِ اوصاف
- ۴۳ ..... اے شاکر و مشکور و شکیلِ شبِ عالم
- ۴۴ ..... اے یوسف و یعقوب کی اُمید کا محور
- ۴۴ ..... اے والی یثرب میری فریاد بھی سن لے!
- ۴۵ ..... تُو نے تو مجھے اپنے معارف سے نوازا

- ۳۵ ..... بخشش کا سمندر تھا تیرا لطف و کرم بھی
- ۳۶ ..... تُو نے تو مجھے کفر کی پستی سے نکالا
- ۳۶ ..... تُو نے تو مجھے نکتہ شیریں بھی بتایا
- ۳۷ ..... تُو نے تو مسلط کیا افلاک پہ مجھ کو
- ۳۷ ..... تُو نے تو مجھے درس مساوات دیا تھا
- ۳۸ ..... تُو نے تو کہا تھا کہ زیں سب کے لیے ہے
- ۳۸ ..... تُو نے تو کہا تھا کہ زمانے کا خداوند
- ۳۹ ..... تُو نے تو کہا تھا کہ وہ اُنچا ہے خرد سے
- ۳۹ ..... اب یہ ہے کہ دنیا ہے مری تیرہ و تاریک
- ۵۰ ..... صحرائے غم و یاس میں پھیلی ہے کڑی دھوپ
- ۵۰ ..... اَعصاب شکستہ ہیں تو چھلنی ہیں نگاہیں
- ۵۱ ..... ہر سمت ہے رنج و غم و آلام کی بارش
- ۵۱ ..... اجباب بھی اعداء کی طرح تیر بکف ہیں